Regd No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱/-

یوم - پنجشنبہ ۲۴ ربیع الاول ۱۳۷۵ھ

جلد ۴۴/۹ ۱۰ نبوت ۱۳۳۴ ہش - ۱۰ نومبر ۱۹۵۵ء نمبر ۲۶۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

لاہور ۹ نومبر - مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر ناظر اعلیٰ لاہور سے تحریر فرماتے ہیں کہ:-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت اچھی ہے گزشتہ شام کے وقت کچھ مضمحل سی ہو گئی تھی۔ حضور روزانہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ محترمہ کی طبیعت پوچھنے تشریف لے جاتے ہیں۔ ان کی بیماری کا حضور کو بہت فکر ہے۔ احباب حضور کے لئے سیدہ ام مظفر سلمہا الرحمٰن اور حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص دعائیں فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

میں کل بھی عرض کر چکا ہوں کہ حضور ان دنوں اپنی صحت کے لئے دواؤں کی بجائے دعاؤں پر زور دینے کی تلقین فرما چکے ہیں۔ اس لئے تمام جماعت درد دل سے دعاؤں میں لگ جائے۔ تا خدا تعالیٰ حضور کو جلد کامل صحت عطا فرما کر اشاعت اسلام کی تکمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

روس نے جرمنی میں آزادانہ انتخابات کے متعلق مغربی طاقتوں کی تجویز مسترد کر دی

"یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یورپ کی سلامتی کا دارومدار متحدہ جرمنی پر ہے"

جنیوا کانفرنس میں روسی وزیر خارجہ کی تقریر

جنیوا ۹ نومبر - روس نے مغربی طاقتوں کی یہ تجویز کہ اگلے سال ماہ ستمبر میں سارے جرمنی میں عام انتخابات کرائے جائیں مسترد کر دی ہے۔ روس کے وزیر خارجہ مسٹر مولوٹوف نے ماسکو سے واپس آنے کے بعد کل رات جنیوا کانفرنس میں مغربی طاقتوں کی تجویز کو مسترد کرتے ہوئے کہا اس تجویز پر عمل کرنے سے جرمن عسکریت دوبارہ وجود میں آ جائے گی۔ اس لئے میں یہ دعویٰ قبول نہیں کر سکتا کہ یورپ کی سلامتی کا دارومدار متحدہ جرمنی پر ہے۔ اگر یورپ کی سلامتی کے مسئلہ پر غور کرنے میں مشرقی جرمنی اور مغربی جرمنی دونوں کو شامل کیا جائے۔ تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ انہوں نے جرمنی کے مستقبل کے سوال پر غور و فکر کرنے کے لئے وقت مانگا۔ فرانسیسی وزیر خارجہ موسیو پینے اور برطانوی وزیر خارجہ مسٹر میکملین نے اس سے اتفاق کیا۔ چنانچہ اجلاس آج ملتوی کر دیا گیا۔ کل کے اجلاس کے بعد امریکہ - فرانس اور برطانیہ کے پریس افسران نے مشترکہ طور پر اعلان کیا کہ مسٹر مولوٹوف کی تقریر کے متعلق ہمارا پہلا خیال یہ ہے کہ جولائی میں چار بڑوں کی جو کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آج کا اجلاس شاید آخری اجلاس ہو۔

امریکہ مشرق وسطیٰ میں اسلحہ کی دوڑ میں شریک نہیں ہو گا

اسرائیل کو اسلحہ فراہم کرنے کے متعلق امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان کا بیان

واشنگٹن ۹ نومبر - امریکی دفتر خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ امریکہ مشرق وسطیٰ میں اسلحہ بندی کی دوڑ میں شریک نہیں ہو گا۔ اور صرف جائز دفاع کے لئے ہی اسلحہ مہیا کرے گا۔ ترجمان نے بعض امریکی اخباروں کی ان خبروں کو غلط بتایا کہ امریکہ نے اسرائیل کو وسیع پیمانے پر اسلحہ فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ حکومت امریکہ کو اسلحہ کی ضروریات سے متعلق اسرائیل کی طرف سے کوئی فہرست موصول نہیں ہوئی ہے۔ ادھر یروشلم کی ایک اطلاع میں بتایا گیا ہے کہ اسرائیل کو جس قسم کے جدید اسلحہ کی ضرورت ہے۔ وہ اس کی ایک فہرست مرتب کر رہا ہے۔ جو اس ہفتہ کے آخر تک امریکہ بھیجی جائے گی۔

ایم ایس سی (کیمسٹری) کے امتحان میں

ایک احمدی نوجوان کی نمایاں کامیابی

چوہدری غلام حسین صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ گوہد پور کے صاحبزادے مبارک احمد صاحب نے امسال ایم-ایس-سی (کیمسٹری) کا امتحان اعلیٰ نمبروں میں پاس کر کے دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ انہوں نے میٹرک ایف-ایس-سی اور بی-ایس-سی کے امتحانات میں بھی اعلیٰ نمبر حاصل کر کے وظائف حاصل کئے تھے۔ اللہ تعالیٰ مبارک احمد صاحب کی یہ کامیابی خود ان کے لئے ان کے خاندان اور سلسلہ کے لئے مبارک کرے۔ اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

بخشی حکومت نے بلا پرمٹ ریاست سے باہر جانے کی ممانعت کر دی

سرینگر ۹ نومبر - مقبوضہ کشمیر کی بخشی حکومت نے ریاست سے بلا پرمٹ باہر جانے کی ممانعت کر دی ہے تا کہ ڈیموکریٹک نیشنل کانفرنس پارٹی کا جو وفد نئی دہلی جا رہا ہے۔ اسے روکا جا سکے۔ بخشی حکومت نے ریاست میں حکومت کی بڑھتی ہوئی مخالفت کو دبانے کی مہم اور زیادہ تیز کر دی ہے۔ کیونکہ وہاں شیخ عبداللہ کی نظر بندی کی میعاد میں مزید توسیع کے خلاف زبردست احتجاج کیا گیا ہے۔

سوتی کپڑا درآمد کرنے کی میعاد میں توسیع

کراچی ۹ نومبر امریکی امداد کے تحت سوتی کپڑا درآمد کرنے کی میعاد میں توسیع کر دی گئی ہے۔ اب اس امداد کے تحت برطانیہ اور ہانگ کانگ سے ۱۵ فروری ۱۹۵۶ء تک جرمنی لبنان۔ اٹلی بلجیم فرانس اور جاپان سے ۲۹ فروری ۱۹۵۶ء تک اور ہالینڈ اور سوئٹزرلینڈ سے ۱۵ مارچ ۱۹۵۶ء تک کپڑا درآمد کیا جا سکے گا۔

مجلس دستور ساز ایک نئے مسودہ قانون پر غور کرے گی

کراچی ۹ نومبر - آج مجلس دستور ساز ایک بل کے مسودے پر غور کرے گی۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ بہاولپور کی سابق اسمبلی کو مغربی پاکستان کی مجلس قانون ساز کے لئے ریاستی نمائندے منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے۔ نیز کراچی کے انتخابی حلقے کو وسیع کیا جائے۔

سیلاب سے چھ سو ہلاک

ملتان ۹ نومبر - تازہ ترین اطلاعات کے مطابق ملتان اور لاہور ڈویژنوں میں حالیہ سیلاب کے باعث ہلاک شدگان کی تعداد چھ سو تک پہنچ چکی ہے۔ ان دونوں ڈویژنوں میں سیلاب سے بیس ہزار سے زائد مویشی ہلاک ہو گئے ہیں۔

سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ

۱۸ - ۱۹ - ۲۰ نومبر ۱۹۵۵ء بروز - جمعہ - ہفتہ - اتوار -

ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ قائدین کرام اپنی مجالس کے خدام اور اطفال کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے تحریک کریں۔ اور نمائندگان شوریٰ کو چاہیئے کہ وہ بر وقت تشریف لے آئیں۔ سالانہ اجتماع کا پروگرام۔ شوریٰ کا ایجنڈا اور بجٹ جملہ مجالس کو بھجوایا جا چکا ہے۔ چونکہ سردیوں کا موسم ہے۔ اس لئے خدام و اطفال اپنے خیموں کے سامان کے علاوہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لیتے آویں۔

معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

ایڈیٹر - روشن دین تنویر بی اے - ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۵۵ء

حفاظت کا سرچشمہ

یورپین اقوام نے تباہی کے سامان زیادہ سے زیادہ مہیا کر کے جس خطرہ میں تمام دنیا کو ڈال دیا ہے۔ ایٹم اور ہائیڈروجن بم کی ایجاد نے اس خطرہ کو اب اس نقطہ پر پہنچا دیا ہے۔ کہ خود ہی اقوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ کہ کس طرح تباہی سے اپنے آپ کو بچایا جا سکتا ہے۔

آج تین یورپین قومیں ایسی ہیں۔ جو کسی نہ کسی طرح تمام دنیا پر عالمگیر اثر ڈال رہی ہیں۔ امریکہ اپنی بے پناہ مادی ترقی کی وجہ سے۔ روس اپنی آئیڈیالوجی کی وجہ سے اور برطانیہ اپنی پالیسی کی وجہ سے۔ فرانس بھی اگرچہ چار بڑی اقوام میں شمار ہوتا ہے۔ لیکن اب وہ محض برطانیہ اور امریکہ کے سہارے پر کھڑا ہے۔ اسی طرح اقوام متحدہ میں جو پانچ بڑے شامل ہیں۔ ان میں سے چین بھی ایک ہے۔ لیکن اول تو چین ایک پسماندہ ملک ہونے کی وجہ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن اب اشتراکیت اختیار کرنے کی وجہ سے اس کو بھی روس کا تتمہ ہی سمجھا جا سکتا ہے۔

بہر حال جیسا کہ ہم نے شروع میں کہا ہے۔ تین اقوام ہی اس وقت دنیا پر عالمگیر اثر ڈال رہی ہیں۔ اور یہی تین اقوام ہیں۔ جو نہ دنیا کی تباہی سے بلکہ خود اپنی تباہی سے خوف زدہ ہو کر سوچ رہی ہیں۔ کہ کوئی ایسا فارمولا مل جائے۔ جس کے استعمال سے وہ دنیا میں سربرآوردہ بھی رہیں۔ اور باہم ایسی چپقلش بھی نہ رہے۔ کہ انہیں ایک دوسرے کے خلاف ایسے ہتھیار استعمال کرنے پڑیں۔ جن سے عالمگیر تباہی آئے۔ اور وہ خود بھی تباہ ہو جائیں۔

اس وقت ان کے دماغوں میں جو سب سے موثر بات آئی ہے۔ وہ جنگی اسلحہ پر پابندی یا کنٹرول کی تجویز ہے۔ یہ سوال پہلی عالمگیر جنگ سے ہی ان اقوام کے دلوں میں پیدا ہو رہا ہے۔ مگر ابھی تک یہ حل نہیں ہو سکا۔ اور ہنوز روز اول کی حد تک ہی پہنچ سکا ہے۔

اس ضمن میں چاروں بڑی اقوام نے جن میں فرانس بھی شامل ہے۔ اپنی اپنی تجاویز پیش کی ہیں۔ چنانچہ امریکہ کی تجویز کا خلاصہ یہ... کہ متعلقہ ممالک اپنی اپنی فوجی طاقت کے کوائف ایک دوسرے کو مہیا کریں۔ اور یہ انتظام کیا جائے۔ کہ ہوائی جہازوں کے ذریعہ ایک دوسرے کے فوجی مراکز دیکھے جا سکیں۔ جن میں فوٹو لینا بھی شامل ہو۔ برطانیہ کی تجویز ہے۔ کہ فولادی پردہ کے دونوں طرف ایک رقبہ متعین کیا جائے۔ جہاں روس اور مغربی طاقتوں کی ملی جلی پارٹیاں مقیم ہوں۔ جو دونوں جانب کی فوجی مراکز۔ مقدار اور حرکات کی نگرانی کریں۔ روس کی تجویز ہے۔ کہ امریکہ روس اور چین کی فوجی قوت دس لاکھ سے پندرہ لاکھ تک مقرر کر دی جائے۔ فرانس اور برطانیہ دونوں کو ساڑھے چھ چھ لاکھ فوج کی اجازت ہو۔ اور باقی ممالک کی فوجی طاقت ڈیڑھ لاکھ اور دو لاکھ کے درمیان رکھی جائے۔ ایٹمی اور ہائیڈروجن بموں کے تجربات ممنوع قرار دیئے جائیں۔ اور فوجی مراکز بندرگاہوں۔ اور دوسرے کلیدی مراکز پر کنٹرول پارٹیاں مقرر کی جائیں۔ فرانس کی تجویز ہے۔ کہ ہر ملک کے فوجی بجٹ کو کم کیا جائے۔ اور اس طرح جو روپیہ بچے۔ اس کو پسماندہ ممالک کی ترقی پر خرچ کیا جائے۔

ان مختلف تجاویز میں سے کونسی بہتر ہے۔ ہم اس کے متعلق صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں۔ کہ امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس کی تجاویز کو اگر ایک ہی تجویز سمجھا جائے اور روس کی تجویز کو اس کے مقابل میں رکھا جائے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ فولادی پردہ کے دونوں طرف کے ممالک کی تجاویز امن عامہ کے نقطۂ نظر کی بجائے زیادہ تر اپنے اپنے مفاد کے نقطۂ نظر سے وضع کی گئی ہیں۔ پھر اگر ان تجاویز پر بحیثیت مجموعی سوچا جائے۔ تو یہ ساری کی ساری ایسی ہیں۔ جن پر عمل کیا جانا ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ بڑی بڑی اقوام جنگ بندی کے متعلق سوچنے پر مجبور ہوئی ہیں تو محض اس لئے کہ انہیں اپنی اپنی تباہی کا خوف لگ رہا ہے۔ لیکن ایک دوسرے پر قطعاً اعتماد نہیں ہے۔ ورنہ اگر ان میں سے ہر ایک کو یہ یقین ہو۔ کہ باقی اقوام کی تباہی کے ساتھ وہ تباہ نہیں ہوگی۔ تو ان میں سے کوئی بھی ایسی تجاویز پر غور کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو۔ یہ بات خود ان تجاویز سے ہی ظاہر ہو رہی ہے۔ جو ہر قوم نے پیش کی ہیں۔ اگر ان پر غور کیا جائے۔ تو جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ یہ تجاویز تمام انسانیت کے بچاؤ کے نقطۂ نظر سے صرف ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ ورنہ تمام تجاویز اولاً خود غرضانہ اور ذاتی مفاد کے نقطۂ نظر سے ہی وضع کی گئی ہیں۔ یہی چیز ہے۔ جو ان کی آخری ناکامی پر دلالت کرتی ہے۔ اور بفرض محال اگر دونوں اطراف کسی تجویز پر متفق ہو بھی گئیں۔ تو جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ ایسی تجویز عملاً یقیناً ناکام ثابت ہوگی۔

ان تمام مشاورتوں میں جو دنیا کا امن قائم رکھنے کے لئے کی جا رہی ہیں۔ مرکزی نقص یہ ہے کہ تمام کی تمام محض مادی اور دنیاوی نقطۂ نظر سے کی جاتی ہیں۔ جس میں اخلاق اور روحانیت کا شائبہ بھی شامل نہیں ہے۔ اور جس کے بغیر پختہ سے پختہ معاہدہ بھی محض ایک ردی کاغذ سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتا۔ جب اخلاق اور روحانیت کوئی چیز نہ ہو۔ تو ان معاہدوں کی خلاف ورزی کس طرح روکی جا سکتی ہے۔ محض اپنی تباہی کا خوف ایک بالکل متضاد پہلو رکھتا ہے۔ جو نہایت طاقتور موثر ہے۔ اور جو ہر قوم کو بظاہر معاہدہ کی پابندی دکھاتے ہوئے مخفی طور پر دوسروں کی تباہی کے سامان تیار کرنے پر ہر وقت اکساتا رہے گا۔

اگر ہم دوسرے انسانوں کو ہلاک کر دینا محض ایک مادی تغیر خیال کریں گے۔ تو بڑے سے بڑے بین الاقوامی معاہدہ کے علی الرغم دوسروں کی تباہی کے سامان تیار کر لینا کوئی خاص مشکل نہیں رکھتا۔ جب ایک ملک کے اندر بہتر سے بہتر پولیس کا انتظام جرائم کو نہیں روک سکتا۔ تو ایک دوسرے عظیم ملک کی فوجی تیاریوں پر خاطر خواہ نگرانی کس طرح ہو سکتی ہے؟

ہم یہ نہیں کہتے کہ ایسی تجاویز نہ سوچی جائیں۔ جن سے دنیا میں امن قائم ہو۔ اور دنیا اس خطرہ سے محفوظ ہو جائے۔ جو ہماری دانشمندی سے اس کو لگ رہا ہے۔ ہاں ہم صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی تجویز خواہ وہ کتنی ہی بظاہر موثر کیوں نہ نظر آتی ہو۔ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک یہ بڑی بڑی اقوام خالص مادی نقطۂ نظر سے گذر کر اخلاقی اور روحانی نقطۂ نظر نہ پیدا کریں۔ اور پورے انسان کو محض مادہ کی ایک کیمیائی حالت ہی تصور نہ کریں۔ جو موت کے بعد کچھ نہیں رہتا۔ بلکہ اپنے آپ کو احکم الحاکمین کے سامنے اپنے تمام اعمال کا جوابدہ مانیں۔ جو ان کے اعمال کا جائزہ لیگا۔ اور نیکی بدی کی جزا سزا دے گا۔

خدا تعالیٰ کا نام غالب خدا تعالیٰ کا نام بالا

"خدا تعالیٰ" کا نام غالب۔ "خدا تعالیٰ" کا نام بالا
ہر ایک شے کا مقام کمتر۔ فقط اُسی کا مقام بالا

وہ ذاتِ اوّل ہے۔ ذاتِ آخر وہ ذاتِ حق ہے وہ "حق تعالیٰ"
وہ اسمِ اکبر ہے۔ اسمِ اعظم۔ وہ اسم یکتا ہے۔ اسمِ اعلیٰ

اُسی نے سورج کو روشنی دی۔ اُسی سے ذرّوں میں نور آیا
میں کیا کہوں اُس کا نام لے کے مجھکو کتنا سرور آیا

مری نگاہوں میں بسنے والے تیرا بسیرا ہے کس چمن میں
خموش ذرّوں کی بزم میں یا خنک ستاروں کی انجمن میں

تیری مشیّت! کہ خارِ صحرا گلوں کے انداز پا رہا ہے
یہ تیری حکمت! کہ لُٹ کے کوئی سکوں کی بنسی بجا رہا ہے

اگرچہ اپنی حقیقتوں سے نگاہ خود آشنا نہیں ہے
مگر یہ سچ ہے کہ کوئی "اللہُ عزّوجل" کے سوا نہیں ہے

(عبدالسلام اختر ایم۔ اے)

دعائے مغفرت

میرے بھانجے عزیزم محمد سلیم جو ملک محمد لطیف صاحب کے اکلوتے بیٹے تھے۔ کل مورخہ ۷ نومبر کو ربوہ میں عصر کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور والدین اور دیگر پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ (خاکسار محمد احمد ثاقب ربوہ)

اکنافِ عالم میں تبلیغِ اسلام — اور — جماعت احمدیہ

امریکن رسالہ "لائف" میں جماعت احمدیہ کا نمایاں ذکر

—— از مکرم محمد اجمل صاحب شاہد بی۔ اے مبلغ سلسلہ مقیم راولپنڈی ——

امریکہ کا مشہور ہفتہ وار رسالہ "لائف" کچھ عرصہ سے دنیا کے مشہور مذاہب کی تاریخ پیش کر رہا ہے۔ اور اپنے بین الاقوامی نمبروں میں وہ بدھ مت اور ہندو مت کا ذکر کر چکا ہے۔ ۱۸ اگست ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں اس نے اسلامی دنیا پر ایک مخصوص اور عمدہ مضمون بمعہ ضروری فوٹو کے سپردِ قلم کیا ہے۔ اس میں مسلمانوں کے مقاماتِ مقدسہ اور ان کے عقائد کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کا ذکر بھی نمایاں طور پر کیا گیا ہے۔ اور مغربی افریقہ میں جماعت کی مساعی کے سلسلہ میں چار فوٹو بھی دیئے گئے ہیں۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ کس طرح یہ جماعت حبشیوں کو تبلیغ کرتی ہے۔ اور اخبارات اور سکولوں کے ذریعہ اسلام کی تعلیمات کو پھیلا رہی ہے۔ نیز یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اس جماعت کا مقصد تمام دنیا کو حلقہ بگوشِ اسلام کرنا ہے۔ اور جس کے لئے حتی المقدور وہ تمام وسائل عمل میں لا رہی ہے۔ نیز اس بات کا اقرار واضح طور پر کیا گیا ہے۔ کہ احمدی مبلغین کی مساعی کے نتیجہ میں عیسائی مبلغین کے لئے میدان بالکل تنگ ہو گیا ہے۔ اور لوگ کثرت سے ساتھ اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ ہم اس مفید مضمون کا اردو ترجمہ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"دنیا کی تاریخ میں کسی مذہب نے اس قدر سرعت کے ساتھ ترقی نہیں کی۔ جیسا کہ اسلام نے کی ہے۔ مگر اس کی وجوہ مغربی اقوام کے خیال کے برعکس جنگیں اور تلوار نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ قرآن کریم مقدس جنگ کی اجازت دیتا ہے۔ اور بہت سے کافروں نے اسلام کو سزا کے خوف سے قبول کیا۔ مگر عام طور پر مسلمان عیسائیوں اور یہودیوں سے رواداری کا سلوک برتتے تھے۔ اور ان لوگوں کو جو جزیہ ادا کرتے تھے مکمل مذہبی آزادی حاصل تھی۔ اکثر لوگوں نے اسلام کو اس کے عمدہ عقائد کی وجہ سے قبول کیا۔ اسلام کے عرب میں پھیلنے اور پھولنے کے بعد پھر عرب تاجروں کی وجہ سے اس کی تعلیمات ہندوستان۔ چین اور انڈونیشیا میں نہائت خاموشی کے ساتھ پھیلتی رہیں۔

مسلمانوں میں آج سے کچھ عرصہ قبل کوئی تبلیغی تنظیم نہیں تھی۔ . . . . . تاہم آجکل بعض قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اب اس کو بھی عیسائی تبلیغی طریق کار پر چلانا شروع کر دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ مصر کی قدیم الازھر یونیورسٹی جو کہ اسلام کا ایک علمی مرکز ہے۔ اور جس میں مغربی خیالات کا ایک لمبے عرصہ تک نفوذ نہیں ہو سکا۔ وہ بھی اب ہر سال بعض طلباء کو تبلیغ کے لئے تیار کرتی ہے۔ اسی طرح بعض فرقے بھی اس کام کے لئے حتی المقدور کوشش کر رہے ہیں۔ ان میں سے جماعت احمدیہ نے بہت زیادہ شہرت حاصل کی ہے۔ اس جماعت کا مرکز پاکستان میں ہے۔ ان کا تبلیغی کام یورپ افریقہ، امریکہ اور مشرق بعید میں پھیلا ہوا ہے (رسالہ میں جو تصاویر دی گئی ہیں۔ وہ جماعت کی ان مساعی کا اظہار کرتی ہیں۔ جو وہ افریقہ میں کر رہی ہے۔ افریقہ میں اسلام کے اخوت کے اصول نے حبشیوں کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے)

تحریک احمدیت ہندوستان میں گزشتہ نصف صدی میں شروع ہوئی۔ اس کی ابتدا دوسرے اسلامی فرقوں کے برعکس بالکل غیر معمولی طور پر ہوئی۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۰ء میں اس بات کا دعوےٰ کیا۔ کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور آپ کے سپرد اس زمانہ میں اسلام کی تجدید کا کام کیا گیا ہے۔ نیز آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ آپ کی آمد کی پیشگوئیاں پہلے سے بائیبل اور قرآن مجید میں موجود ہیں۔ آپ نے مسیح اور مہدی (مہدی مسلمانوں میں مسیح کا ہی دوسرا نام ہے) ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اور مسیح اول کے ساتھ مشابہت کے سلسلہ میں بہت سی شہادتیں پیش کیں۔ (اگرچہ بعد میں آپ نے مسیح سے فوقیت کا اعلان فرمایا) کچھ عرصہ کے بعد آپ نے یہ بھی اعلان فرمایا کہ وہ ہندوؤں کے اوتار حضرت کرشن کے بھی بروز ہیں۔

مرزا صاحب کا یہ دعوےٰ تھا کہ وہ اپنے مخالفین کے انجام کے متعلق پیشگوئی کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپکی پیشگوئیاں بالکل صحیح طور پر پوری ہوتیں۔ حتےٰ کہ آخر کار حکومت کی طرف سے آپ کو اس قسم کی پیشگوئیاں کرنے سے روک دیا گیا۔ آپ کی تعلیمات بڑی وسعت نظر اور امن و آشتی کی حامل تھیں۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ اسلام تلوار اور جنگ سے نہیں بلکہ عملی نمونہ اور مبلغین کے ذریعہ سے پھیلانا چاہیئے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی ۱۹۰۸ء میں وفات کے بعد آپ کی جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی۔ اصل گروہ "قادیانی" تھے۔ جو آپ کو نبی کا مرتبہ دیتے تھے۔ اور دوسرا گروہ جن کو اس خیال سے اتفاق نہ تھا۔ وہ قادیان کو چھوڑ کر لاہور چلے آئے اور وہاں پر انجمن اشاعت اسلام کی بناء ڈالی۔ آجکل دونوں جماعتیں تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام کر رہی ہیں۔ قادیانی فرقہ کی توجہ خاص طور پر افریقہ کی طرف ہے ان کے کہنے کے مطابق وہاں ان کی جماعت کی تعداد ۶۰ ہزار ہے۔

آجکل دنیا میں جہاں کہیں سفید فام لوگوں نے مسیح کی اخوت کی تعلیم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قوم اور رنگ کے تعصبات کو ہوا دی ہے۔ اس جگہ پر اسلام نمایاں طور پر ترقی کر رہا ہے۔ اسلام نے عیسائیت اور یہودیت کی طرح میڈیٹرینین بیسن Mediterranean Basin کے جنوب مشرقی علاقے میں شامی قبائل میں زیادہ قبولیت حاصل کی۔ . . . لیکن آجکل مسلمان دنیا کے مختلف مقامات پر پھیلے ہوئے ہیں اور ان کی اکثریت عرب کے علاوہ دوسرے ممالک میں ہے۔ ان میں سے تقریباً ایک تہائی مسلمان ایشیا میں موجود ہیں۔ اور باقی اکثریت افریقہ میں ہے جہاں پر لامحدود حبشیوں نے دو اصل آبادی کا تقریباً ½ ہیں اسلام کو پہلے ہی قبول کر لیا ہے۔

بعض علاقوں میں جہاں پر عیسائی اور مسلمان مبلغین کا مقابلہ ہے۔ وہاں پر عیسائی مبلغین اگر ان میں سے ایک کو عیسائی بناتے ہیں۔ تو اس کے مقابل پر احمدی مبلغین دس افریقیوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ افریقہ میں اب یہ بات بالکل ظاہر ہو رہی ہے کہ اسلام کالے لوگوں کا مذہب ہے۔ اور اسکے مقابل پر عیسائیت صرف گورے لوگوں کا مذہب ہے۔" (لائف ۱۸ اگست ۱۹۵۵ء)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا مگر کوئی نہ دیکھا جس نے اسلام کے بغیر معرفتِ الٰہی حاصل کی ہو

"یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں۔ . . . . اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی)

"میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا مگر میں اپنے ابتدائی زمانہ سے ہی اس بات کا گواہ ہوں کہ وہ خدا جو ہمیشہ پوشیدہ چلا آیا ہے وہ اسلام کی پیروی سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے" (چشمہ معرفت)

مکتوب شام

دمشق اور اس کے آثار قدیمہ

(از مکرم ملک محمد مستقیم صاحب ایڈووکیٹ منٹگمری)

گذشتہ سال جب اللہ تعالیٰ نے مجھے مدینہ منورہ کی زیارت کی توفیق حج کے بعد بخشی۔ تو میں نے وہاں وہ ریلوے لائن دیکھی۔ (جس پر مال گاڑیوں کے چند ڈبے کھڑے تھے اور سٹیشن کے نشانات باقی تھے) جو یہاں سے شام جاتی تھی۔ اور اب مدت سے بند پڑی تھی۔ کئی مرتبہ باہمی تجاویز ہوئیں۔ کہ اس کا دوبارہ اجرا کیا جائے۔ مگر تاحال معرضِ التوا میں ہے۔ اس وقت مجھے اس تاریخی ملک کے دیکھنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اب جب میں یورپ سے واپس آیا۔ تو ان ممالک کو دیکھنے کا موقع ملا۔ دمشق جو ملک شام کا دارالخلافہ ہے۔ اس میں بین الاقوامی نمائش لگی ہوئی تھی۔ کئی روز تک ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ میں دمشق میں بیروت سے آیا تھا۔ جہاں سے یہ ۱۰۰ کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اور پانچ لبنانی پونڈ یا شامی لیرا ٹیکسی کرایہ لگتا ہے۔ کوئی ڈھائی تین گھنٹہ کا سفر ہے۔ لبنان کی سرحد سے نکلتے ہی خشک اور غیر آباد پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔ جو دمشق کے قرب تک متواتر چلا آتا ہے۔ دمشق کی حدود میں داخل ہوتے ہی سرسبز وادی۔ گھنے درختوں سے بھری۔ پانی سے بھرپور خوش منظر اور ٹھنڈی ہوا استقبال کرتی ہے۔ دونوں جانب وہی پہاڑیاں بڑھی چلی آتی ہیں۔ اور ان کے دامن اور وسط میں دریا بہتا ہے۔ جس کے کناروں پر دور دور تک پھلوں کے درخت۔ گھاس اور سبزہ دکھائی دیتا ہے۔

سب سے پہلا محلہ جو بیروت کی شاہراہ پر دمشق میں داخل ہوتے وقت نظر آتا ہے۔ اس کا نام ربوہ ہے۔ یہاں پہاڑی چشمے ہیں۔ آبشاریں ہیں۔ اور سات نہریں اوپر نیچے بہتی ہیں۔ سرخ و سفید انگوروں کے خوشے لٹکتے نظر آتے ہیں۔ اور باقی پھلوں کی بھی بہتات ہے۔ خربوزہ۔ تربوز۔ کھجور۔ سیب۔ کیلا اور ناشپاتی بکثرت ہے۔ اس جگہ دونوں جانب پہاڑیوں کے دامن میں اور پہاڑیوں کے اوپر کئی ہوٹل ہیں۔ ایک ہوٹل جہاں مکرم سید منیر الحصنی صاحب نے ہماری دعوت کی۔ اس کا نام منتزہ شلالات وادی ربوہ ہے۔ ہم یہاں انگوروں کی بیل کے سایہ تلے بیٹھے تھے۔ فوارہ ابل رہا تھا۔ آبشار گر رہی تھی۔ نیچے نہر چل رہی تھی۔ عربی بولنے والے سفید فام لوگ۔ اکل و شرب میں مصروف تھے۔ یہ جگہ نہایت عمدہ تھی۔ باوجود دوپہر کے ٹھنڈی تھی۔ پینے کے لئے پانی ٹھنڈا۔ شفاف اور ہاضم موجود تھا۔ آرام کے لئے بہترین ٹھکانا تھا۔ یہاں بیٹھ کر اپنا ربوہ یاد آیا۔ اس محلہ سے گذرے۔ تو پختہ سیاہ سڑک مال روڈ لاہور کی طرح تھی۔ جس کے دونوں جانب ناشپاتی کے بے پھل درخت تھے۔ میدان شروع ہو چکا تھا۔ نئی روشنی اور یورپین تہذیب کے فلیٹ دار کوٹھیاں تھیں۔ سڑکیں کشادہ مکان ہوادار اور کھلی گلیاں۔ صفائی کا انتظام۔ روشنی کے کھمبے سب ایک اعلیٰ Plan کے مطابق بنائے ہوئے شہر کا پتہ دے رہے تھے۔ آگے نمائش کا وسیع احاطہ تھا۔ جہاں مختلف قوموں کے رنگ برنگ جھنڈے لہرا رہے تھے۔ خوب رونق اور بھیڑ تھی۔ اس سے آگے بڑھے تو دمشق کا اصل پرانا شہر تھا۔ جس کی اب فصیل نہ تھی۔ اس کے آثار موجود تھے۔ یہ شہر چوتھی خلافت کے بعد اسلامی حکومت کا مرکز تھا۔ بنو امیہ کی حکومت کا یہاں آغاز ہوا تھا۔ اور ایک صدی کے بعد یہیں اس کو ختم کیا گیا تھا۔ زاویۃ الحصنی میں پہنچ کر قیام کیا۔ دوسرے روز صبح میں مسجد اموی میں گیا۔ یہاں کسی زمانہ میں اہل روم کا مندر تھا۔ اب وہاں شاندار مسجد ہے۔ جو تقریباً ..۸ فٹ لمبی اور ۱۰۰۰ فٹ چوڑی ہے۔ اور بیرونی صحن اس کے علاوہ ہے۔ چھت۔ محراب۔ منبر اور دیواریں نہایت شاندار ہیں۔ فرش پر قالین بچھے ہیں۔ اس مسجد میں نوافل ادا کئے۔ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کے مزار پر دعا کی۔ یہ مزار مسجد کے اندر ہے۔ اور اس کے اوپر گول گنبد بنا ہے۔ میرے ہمراہ مولوی عبد الواحد صاحب سماٹری بھی تھے۔ جو آج کل یہاں عربی زبان میں مہارت حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ہم نے وہ قصر اعظم بھی دیکھا۔ جہاں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی رہائش تھی۔ حرم ایک طرف اور مردانہ دوسری طرف ایک قلعہ کے اندر ہے۔ جو بہت ہی محفوظ شہر کے اندر ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کے مزار پر پہنچے۔ اور دعا کی۔ انہوں نے عیسائیوں کا خوب مقابلہ کیا تھا۔ اور ان علاقوں کو ان کی دست برد سے محفوظ رکھا تھا۔ شہر کی ایک گلی میں نور الدین زنگی کی قبر تھی۔ جس کے ساتھ مسجد ہے۔ وہاں بھی دعا کا موقع ملا۔ یہ وہ بزرگ ہیں۔ جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے ارد گرد آہنی دیوار تعمیر کرائی تھی۔ اموی عہد کی عمارات اور طرز معاشرت کے آثار دیکھ کر آج بھی اس کی شان کا پتہ چلتا ہے۔ اور دمشق کے محل وقوع سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی دانشمندی واضح ہوتی ہے۔ شہر دشوار پہاڑیوں کے درمیان میدان میں واقع ہے۔ گویا نہایت محفوظ قلعہ ہے۔ اس کے اندر خوراک اور پانی کا قدرتی عمدہ اہتمام ہے۔ آنے والے دشمن کا دور سے پتہ چل سکتا ہے۔ اور اس کا مقابلہ بہت آگے بڑھ کر نہایت کامیابی سے کیا جا سکتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی قبر ایک کچے کوٹھے کے اندر ہے۔ اور اس کا لکڑی کا پھاٹک ٹوٹا پھوٹا ہے۔ چند بوسیدہ چیتھڑے اور کچھ پرانی صفیں اس کے اندر پڑی تھیں۔ ان پر مدتوں کی گرد تھی۔ جس سے میں نے اندازہ کیا۔ کہ وہاں کوئی شاذ ہی دعا کے لئے جاتا ہوگا۔ اسی قبرستان میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن حضرت رسول اکرم عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مزار ہے۔ ہم ان تمام قبور پر گئے۔ اور دعا کی۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی دعا کا موقع ملا۔ اسی مزار کے ساتھ مسجد بھی ہے۔ یہ ایک ان کے معتقد گورنر نے بنوائی تھی۔ ان تمام قبور کے سرہانے بڑے بڑے سبز بندھے ہوئے عمامے رکھے ہیں۔ جو کہ ان کے عالم ہونے اور بزرگی کی نشانی ہے۔ دمشق کی عورتیں سیاہ رنگ کے باریک نقاب سے چہرہ کو ڈھانپتی ہیں۔ مگر لبنان، عراق اور اردن میں یہ بات نہیں۔

دمشق میں سونا اور ریشم کے پارچات بہت ارزاں ہیں۔ کھانے کی اشیاء پھل اور رہائش گراں ہیں۔ خمیری روٹی ہوٹلوں سے بکثرت ہر وقت اور عام ملتی ہے۔ یہ ملک جسے ارض شام کہتے تھے۔ اور لبنان۔ فلسطین اور اردن اس کے حصے تھے۔ ارض موعود یا ارض مقدس کہلاتی تھی۔ اس کی زمین میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت رکھی ہے۔ یہاں فروری۔ مارچ۔ اپریل میں بارش ہوتی ہے۔ اس کے بعد نہیں۔ مگر پھل اور فصل تمام سال ہوتی ہیں۔ کھیتوں میں انگوروں کی بیلیں عجیب لطف دیتی ہیں۔ زیتون بکثرت ہے۔ پھل کھایا جاتا ہے۔ اور تیل نکالا جاتا ہے۔ جو بطور گھی استعمال ہوتا ہے۔ اور یہاں کی انجیر سبز رنگ کی بہت لذیذ اور شیریں ہے۔

آب و ہوا نہایت عمدہ اور صحت افزا ہے۔ لوگ رنگ میں سرخ و سفید۔ مضبوط۔ فربہ اور خوشحال ہیں۔ تعلیم کم ہے۔ دین اسلام سے ناواقف ہیں۔ مغربی اثر بڑھ رہا ہے۔ لبنان کے ساتھ تعلقات اور صبح و شام کے میل جول کی وجہ سے دنیوی لالچ اور بے دینی کی طرف میلان ہے۔ بایں ہمہ یہ شہر عروس بلاد عربیہ ہے۔

اظہار تشکر

پچھلے دنوں صدر انجمن احمدیہ کی آمد میں غیر معمولی کمی واقعہ ہوگئی تھی۔ اور سیلاب کی وجہ سے مزید کمی کا خدشہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ خاکسار نے خود بڑی بڑی جماعتوں کے چندہ کی وصولی کا جائزہ لیا۔ بے شک کئی جماعتیں چندہ کے لحاظ سے بہت پیچھے رہ گئی ہیں۔ اور ان کے امراء اور سیکرٹریان مال کو میں نے ذاتی طور پر توجہ بھی دلائی ہے۔ لیکن کئی جماعتیں ایسی بھی ہیں۔ جنہوں نے کماحقہٗ اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے۔ ان میں سے بعض جماعتوں کے نام نیچے درج ہیں۔ میں خود بھی ان کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور تمام احباب جماعت سے بھی درخواست کرتا ہوں۔ کہ ان جماعتوں کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرماوے۔ ان کی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے درگذر کرے۔ اور انہیں اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی ہمیشہ توفیق عطا فرماتا رہے۔ میں ان جماعتوں کے احباب اور عہدیداروں کا شکرگذار ہوں۔ کہ انہوں نے اپنا فرض بھی ادا کیا۔ اور خاکسار کے فکر اور پریشانی کے دور کرنے میں بھی تعاون فرمایا۔

احمد نگر۔ جڑانوالہ۔ سرگودھا۔ گجرات۔ منڈی بہاؤالدین۔ چک سکندر۔ چکوال۔ گھٹیالیاں۔ ربوہ کے۔ نوشہرہ چھاؤنی۔ مانسہرہ۔ ملتان شہر۔ مظفر گڑھ۔ سکھر۔ ظفر آباد۔ دیہہ لابینی۔ سانگھڑ۔ میرپور۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب دو ماہ سے کم عرصہ رہ گیا ہے۔ لہٰذا تمام احباب سے گذارش ہے۔ کہ اپنا چندہ جلسہ سالانہ ان دو مہینوں میں ادا کر دیں۔ عہدہ داروں کو بھی اب اس چندہ کی وصولی کے لئے پوری پوری کوشش کرنی چاہیئے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

ولادت

خاکسار کے لڑکے عزیزم چوہدری محمد اعظم کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۵ نومبر ۱۹۵۵ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرماوے۔ اور خادم دین بنائے۔ خاکسار چوہدری محمد رمضان کارکن وکالت

سیلاب کی مصیبت اور جماعت کا فرض

از مکرم میاں عبد الحق صاحب رامہ ناظر بیت المال ربوہ

پنجاب کے مختلف علاقوں میں سیلاب نے جو تباہی مچائی ہے۔ اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس سیلاب سے بے حد جانی و مالی نقصان ہوا ہے۔ کئی دیہات بہہ گئے ہیں۔ ہزاروں مکان منہدم ہو گئے ہیں۔ ریل کی پٹڑیاں اور سڑکیں ٹوٹ گئی ہیں۔ الغرض جس جس علاقہ سے بھی سیلاب کی مشتعل لہریں گذریں۔ وہاں ایک محشر بپا کر دیا۔

جن جماعتوں پر یہ مصیبت بیتی انہوں نے نہ صرف یہ کہ بڑے صبر و تحمل سے اسے برداشت کیا بلکہ ہمت اور جوانمردی کے ساتھ بلا لحاظ مذہب و ملت دوسرے مصیبت زدگان کی خدمت اور خیر خواہی میں بھی کوتاہی نہ کی یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے سیلاب میں گھرے ہوئے احباب کو بھی اور ملحقہ علاقوں کے احباب کو بھی اس سیل عظیم کے موقعہ پر بڑھ چڑھ کر خدمت خلق کی توفیق عطا فرمائی۔ آئندہ بھی امید ہے۔ کہ ان علاقوں کے احباب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ولولہ انگیز ارشاد مشمولہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء کے مطابق ہنگامی مصائب میں جیسا کہ حالیہ سیلاب ہے کبھی مایوس نہ ہوں گے "بلکہ بہادر پہلوانوں کی طرح ان کا مقابلہ کریں گے۔ زمیندار دوستوں کو فوراً اپنی زمینوں میں ہل چلا دینا چاہیئے۔ اور عزم کر لینا چاہیئے کہ اگلی دفعہ انہوں نے دوگنی تگنی فصلیں پیدا کرنی ہیں۔ تا کہ ان کے نقصان کا بھی ازالہ ہو اور وہ چندہ بھی دے سکیں۔"

لیکن اس موقعہ پر ان جماعتوں پر بھی کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس ناگہانی بلا سے محفوظ رکھا۔

سب سے پہلے تو سیلاب زدگان کی امداد کا سوال ہے۔ اور جماعتیں اس کے لئے کافی جدوجہد کر رہی ہیں۔ آئندہ بھی جماعتوں کو چاہیئے کہ جس قدر بھی کپڑے میسر ہو سکیں جمع کر کے سیلاب والے علاقوں میں بھجوائے جائیں۔ اور ان کی دوسری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے حسب استطاعت نقد رقوم جمع کر کے افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بھجواتے رہیں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے ماتحت مبلغ ستر ہزار روپے فوڈ و قسم سیلاب زدگان کی امداد کے لئے بھیجی گئی ہے۔ جس کے متعلق حضور کا ارشاد تھا۔ کہ جماعتوں میں تحریک کر کے وصولی کر لی جاوے۔ امداد کے لئے مزید درخواستیں بھی آ رہی ہیں۔ لہذا التماس ہے کہ وہ تمام جماعتیں جو سیلاب کی لپیٹ سے محفوظ رہی ہیں۔ فوری طور پر سیلاب زدگان کی امداد کے لئے رقوم جمع کر کے افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے نام بھجوائیں۔

سیلاب زدگان کی امداد کے علاوہ صدر انجمن احمدیہ کے بجٹ کو پورا کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اب محفوظ رہنے والی جماعتیں زیادہ بوجھ اٹھائیں۔ کیونکہ اس سیلاب کی وجہ سے متعدد جماعتیں اس قابل نہیں رہیں۔ کہ بقیہ سال رواں میں کوئی چندہ ادا کر سکیں اس سے صدر انجمن احمدیہ کے چندوں پر اثر پڑنا لازمی ہے۔ پس محفوظ رہنے والی جماعتوں کا فرض ہے۔ کہ وہ چندہ کی وصولی کی طرف پہلے سے بھی زیادہ کوشش کریں اور اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کریں کہ آئندہ کسی شخص کا چندہ بقایا میں نہ رہے۔ اور سابقہ بقایا جات کی وصولی پر خاص طور پر زور دیا جاوے اگر ان بقایوں کا ایک حصہ بھی وصول ہو جائے۔ تو موجودہ مشکلات بآسانی دور ہو سکتی ہیں اور بقایا داروں کے ایمانوں کی بھی حفاظت ہو جائیگی

علاوہ ازیں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سفر یورپ کے نتیجہ میں تبلیغ کے نئے نئے راستے پیدا ہوئی ہیں۔ ان کے لئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا خطبہ میں حضور نے فرمایا تھا۔ کہ جماعت کو اپنی مالی قربانیوں کو بھی آگے بڑھانا چاہیئے۔ ..... مبلغین کا بھی فرض ہے کہ وہ جماعتی چندوں کو بڑھانے اور وقف کی تحریک کو کامیاب کرنے کی کوشش کریں۔ بیرونی ممالک کے مبلغین کو چاہیئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ چندہ وصول کرنے کے علاوہ اپنے اپنے ملک سے نوجوانوں کو یہاں بھجوائیں۔ تا کہ وہ یہاں تربیت حاصل کر کے اپنے اپنے ملک میں تبلیغ بھی کریں اور مرکز کے جماعتی کاموں کو سنبھالنے میں بھی حصہ لیں تا کہ مرکز کی ساعی میں تمام ممالک کا حصہ ہو۔

پھر خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں فرمایا

"بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو جماعت میں باقاعدہ شامل نہیں ہیں۔ لیکن چاہتے ہیں کہ وہ بھی تبلیغ اسلام کے کام میں شریک ہوں تم ان کے پاس بھی جاؤ اور ان سے چندہ لو۔"

خلاصہ یہ ہے کہ جماعت اپنی طرف سے چندہ جات کی وصولی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے سستی اور غفلت کو پاس پھٹکنے نہیں دینا چاہیئے۔ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہم پر جو عظیم الشان فضل کیا ہے۔ اس کے شایان شان شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور اس کی صورت یہی ہے کہ ہم میں سے ہر شخص تن، من، دھن سے سلسلہ کی خدمت میں لگا رہے۔

(ناظر بیت المال)

نائب صدر مجلس انصار اللہ کا ارشاد

"ہر ایک مجلس انصار اپنے مقامی ضروریات کے فنڈ سے اخبار الفضل خرید کر غیر از جماعت لوگوں کیلئے وقف کر سکتی ہے۔ جو بہت چھوٹی مجلس انصار ہیں اور اخبار الفضل (روزانہ) نہ خرید سکیں وہ باہمی چندہ کر کے خطبہ نمبر خرید کر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی پڑھنے کے لئے دیں۔"

(قائمقام مینیجر الفضل ربوہ)

جماعت احمدیہ کراچی اس وقت تک قریباً اڑھائی ہزار روپیہ سیلاب زدگان کی مدد کے لئے بھیج چکی ہے

ایک ہزار پارچات اور کافی مقدار میں ادویات بھی بھجوائی گئیں

از مکرم عبد الوہاب صاحب مرکزی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی

مشرقی پاکستان کے سیلابات کی یاد ابھی تازہ ہی تھی۔ کہ مغربی پاکستان کے بیشتر حصہ کو بھی غیر معمولی سیلاب نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس طرح لوگوں نے ایک بار پھر طوفان نوح کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ جو یقیناً اہل زمین کی اپنی شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سفر یورپ کے دوران لنڈن سے سیلاب کی اطلاع پانے پر احباب جماعت کو اپنے ہم وطنوں کے لئے سیلاب فنڈ ادا کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ جماعت کراچی نے حضور کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر مبلغ ایک ہزار روپے بطور سیلاب فنڈ بھجوا دئے تھے۔ اور بعدہٗ اب تک مزید -/۱۴۸۷ روپے نیز مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کے ذریعہ ایک ہزار روپے علی الترتیب ..... صدر انجمن احمدیہ اور خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کو ادا کئے جا چکے ہیں۔ گویا اب تک احباب جماعت کراچی کی جانب سے مستحق بھائیوں کی امداد کے لئے مبلغ -/۲۴۸۷ روپے سیلاب فنڈ کی مد میں بھجوائے جا چکے ہیں۔ اللھم زد فزد

اگرچہ دوری کی وجہ سے مقامی احباب کو جسمانی طور پر سیلاب زدہ علاقہ میں بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے اپنے فضل اور رحم سے ساتھ ہمیں اس حقیر رقم کے ذریعہ خدمت کو بجا لانے کی توفیق دی علاوہ ازیں مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کی توجہ اور کوشش کے ساتھ تقریباً ایک ہزار قیمتی اور عمدہ گرم و سرد کپڑے گھر گھر سے جمع کر کے مرکز کو تقسیم کرنے کے لئے مجلس مقامی نے بھجوائے ہیں۔ نیز مجلس نے ۲/۳ صد روپیہ کی ضروری ادویات بھی اپنے خصوصی نمائندہ کے ہمراہ ارسال کی ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کراچی کو مزید خدمت کرنے کی بیش از بیش توفیق عطا کرے اور آئندہ بھی انسانی ہمدردی اور خدمت خلق کا فریضہ باحسن طریق انجام دینے کی ہمت دے۔ آمین ثم آمین۔

اطمینان قلب کے لئے بہترین وظیفہ نماز ہے

سوال :- بہترین وظیفہ کیا ہے ؟

جواب :- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا "نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔ استغفار ہے اور درود شریف۔ تمام وظائف اور اوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے۔ اور اس سے ہر ایک قسم کے ہم و غم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلعم کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اسی لئے فرمایا ہے۔ الا بذکر اللّٰہ تطمئن القلوب .... بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔ میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہے۔ نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو۔ اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔ نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے اسی لئے فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ" (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء) ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

ضروری اعلان

مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ "نظارت تعلیم و تربیت مقامی جماعتوں کے حالات کے بارہ میں ایک ایسی رپورٹ مرتب کرے جو یہ ظاہر کرے کہ فلاں فلاں جماعت تربیت کے لحاظ سے اچھی ہے اور فلاں خراب"

اس فیصلہ کی روشنی میں نظارت ہذا نے امراء صاحبان سے ان کے علاقوں کی رپورٹیں منگوائیں۔ رپورٹ میں جن جماعتوں کی حالت قابل اصلاح بتائی گئی تھی۔ ان جماعتوں کو ماہ اکتوبر ۱۹۵۵ء میں بذریعہ خطوط توجہ دلائی گئی ہے اب بذریعہ الفضل اعلان کیا جاتا ہے کہ ایسی جماعتیں اپنی دینی حالت کو جلد بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اور اصلاح کی جو مفید تدبیر ہو سکے اس پر عمل کریں۔

عہدیداران جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں جو بھی کارروائی فرمائیں اس سے نظارت کو مطلع فرمائیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

درخواستہائے دعا

(۱) میرا بڑا امتحان .... ۹/۵۵ سے شروع ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نمایاں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین
چودھری محمد اسلم والٹن ٹریننگ سکول لاہور چھاؤنی

(۲) میرا بیٹا محمد شمیم سخت بیمار ہے۔ احباب کرام صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ مستری حسن محمد گونڈی ریاست خیرپور

(۳) میری خوشدامن صاحبہ بوجہ پیرانہ سالی سخت کمزور اور لاغر ہیں .... احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔ حکیم محمد عبدالعزیز سابق چیف انسپکٹر بیت المال ربوہ

(۴) میرے بچے اور اہلیہ کافی عرصہ سے بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے دعا کی درخواست ہے (محمد بشیر کارکن فضل عمر ہوسٹل ربوہ ضلع جھنگ)

(۵) میری بیوی ۱۹۵۰ء سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ عبدالستار شاہ وٹرنری اسسٹنٹ سرجن چک ۱۴۲ ج ب چنیوٹ

(۶) خاکسار کا لڑکا اور اہلیہ کچھ دنوں بعارضہ ملیریا بیمار ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے۔ محمد اسلم حکیم احمد نگر

(۷) بندہ کو خونی بواسیر کی تکلیف کا عارضہ تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگان جماعت کی دعاؤں سے بندہ کو کافی آرام ہے۔ احباب صحت کاملہ کیلئے دعا فرمائیں۔ ڈاکٹر دین محمد صوفی ہومیو گوجرانوالہ

(۸) میرا لڑکا مبارک احمد ایم اے اکنامکس کے امتحان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہو گیا ہے احباب اس کی آئندہ کامیابیوں کے لئے دعا فرمائیں۔ ملک سردار احمد جان پوسٹ ماسٹر صوابی ضلع مردان

احباب محتاط رہیں

مسمی حسام الدین ولد دولو قوم جٹ سابق ساکن .... حال مقیم ضلع سیالکوٹ اپنے آپ کو حکیم ظاہر کرکے جن احباب کو مالی نقصان پہنچانے کا موجب .... احباب ان سے محتاط رہیں۔
قائم مقام ناظر امور عامہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی صحت

(از مکرم حکیم عبدالوہاب صاحب عمر لاہور)

عاجز ۲/۱۱/۵۵ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی عیادت کے لئے گیا۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میری پچھلی بیماری موجودہ مرض سے زیادہ سخت تھی۔ مگر حضرت ام مظفر احمد کی علالت کے باعث اعصاب پر بہت زیادہ اثر ہے۔ قبض اور بواسیر نے تکلیف میں اضافہ کر دیا ہے۔

آپ نے فرمایا میری ساری عمر عادت رہی کہ ہر خط کا جواب اپنے قلم سے دیا کرتا تھا۔ مگر اب ڈاک آتی ہے تو گھبراہٹ ہوتی ہے کہ ان خطوط کا جواب کس طرح دوں گا۔ اب خطوں کے جواب کسی سے لکھوا کر بھیجتا ہوں۔ مگر جی یہ چاہتا ہے کہ خود جواب لکھوں۔ عیادت کرنے کے لئے دوست آتے ہیں۔ جی یہی چاہتا ہے کہ سب کو ملوں مگر بیماری مانع ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا تھا کہ لوگ کثرت سے تمہیں ملنے آئیں گے ان کی ملاقات سے گھبرانا نہیں اس لئے طبیعت پر جبر کر کے حتی الوسع ملاقات سے گریز نہیں کرتا۔

بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طبیعت بھی بہت علیل ہے۔ ٹانگ میں شدید درد ہے۔ کروٹ بھی خود نہیں لے سکتیں نیند نہیں آتی۔ محترم مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے مع بیگم صاحبہ عیادت کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت میاں صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں ـــ حضرت میاں صاحب کا ڈاک کا پتہ یہ ہے:۔

"معرفت ایم۔ ایم احمد ۲۳ ریس کورس روڈ" بعض احباب رتن باغ کے پتہ پر لکھ دیتے ہیں جس کی وجہ سے خط دیر سے پہنچتا ہے۔

سید علی احمد صاحب انبالوی مرحوم

میرے والد سید علی احمد صاحب مہاجر انبالوی ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اس کے فوراً بعد ہی دہلی جا کر تبلیغ اور مطالعہ کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۱۲ء میں دوبارہ قادیان تشریف لائے جہاں نکاح اول حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے پڑھا۔ ۱۹۲۴ء میں ہجرت کر کے مستقل سکونت قادیان میں ہی اختیار کر لی۔ گویا اس طرح والد صاحب مرحوم اپنی پیری کی گدی اور جائداد کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے قادیان کے ہو رہے۔ سال میں دو دفعہ گاؤں جا کر فصل وغیرہ لے آتے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے نکاح ثانی کیا۔ ۱۹۲۵ء میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں حضور کی خدمت کرنے کا موقعہ مل گیا۔ ۱۹۳۵ء میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ ۱۹۳۶ء میں فصل کی آمد کا سلسلہ بھی بند ہو گیا مگر والد صاحب مرحوم اپنا اور بچوں کا گزارہ تنگی ترشی سے کر کے مرکز سلسلہ میں ہی مقیم رہے۔

مرکز کو چھوڑنے کی کبھی خواہش ہی نہیں ہوئی۔ اب جبکہ بیماری کافی طول پکڑ چکی تھی کئی دوستوں نے انہیں ربوہ چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ مگر والد صاحب مرحوم نے یہی جواب دیا کہ ساری عمر تو خلیفہ وقت کے قرب میں گذار دی۔ اب آخری عمر میں دنیا کی خاک چھاننے کے لئے کس طرح باہر چلا جاؤں۔ خداوند تعالیٰ نے بھی ان کی خواہش پوری کر دی اور مرحوم فوت ہو کر بھی مرکز میں ہی رہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازحد شفقت اور مہربانی سے اپنی جیب خاص سے تجہیز و تکفین کا بندوبست فرمایا اور پھر خود وصیت کے بقایا جات ادا کر کے انہیں موصیوں کے قبرستان میں دفن کرنے کا حکم فرمایا۔ الحمد للہ !

آخر میں میں ان تمام دوستوں کا شکر گذار ہوں جنہوں نے والد صاحب کی بیماری میں مدد فرمائی یا وفات کے بعد ہم سے اظہار تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے آمین۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو بلندئ درجات عطا فرمائے آمین (مبشر احمد ابن سید علی احمد صاحب مرحوم)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے اجتماعی دعا اور صدقہ

مقامی انجمن احمدیہ کا ایک غیر معمولی اجلاس بتاریخ ۹ اکتوبر ۱۹۵۵ء جامع مسجد میں منعقد ہوا۔ اور حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سفر یورپ سے بخیر و خوبی واپس آ کر مرکز ربوہ میں تشریف آوری پر خوشی کا جشن منایا گیا۔ حضور کی عمر درازی اور صحت میں مزید ترقی کے لئے اجتماعی دعا کی گئی۔ ایک بکرا بھی صدقہ دیا گیا۔ حضور کے کارنامے اور محامد پر بعض دوستوں نے تقریریں بھی کیں۔ جلسہ گاہ پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر شیرینی بھی بچوں اور عوام میں تقسیم کی گئی۔
(سید حسام الدین احمد امیر جماعت احمدیہ سوگڑھ ضلع اٹک)

شکریہ احباب

میرے والد محترم میاں محمد احسن صاحب مرحوم مردانوی کی وفات پر کثرت سے بزرگوں اور دوستوں نے ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ان سب کا اپنی طرف سے اور تمام خاندان کی طرف سے دل شکریہ ادا کرتا ہوں جزاہم اللہ احسن الجزاء
(میاں محمد حسین ڈرافٹسمین مردان)

پاکستان کی معیشت

روپے کی شرح میں تبدیلی کے اثرات

قریباً ڈیڑھ ماہ پیشتر پاکستان ایک شدید سیاسی بحران اور آئینی جمود سے ہمکنار تھا۔ لیکن زمانہ میں ارباب بسط وکشاد نے ایک ایسا فیصلہ کیا۔ جو ملکی معیشت کے لئے ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ اہم فیصلہ پاکستانی روپے کی شرح کے از سر نو تعین کا فیصلہ تھا۔ اس فیصلہ سے سٹرلنگ میں پاکستانی روپے کی شرح ہندوستانی روپے کے برابر ہوگئی تھی۔ اور بین الاقوامی منڈیوں میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا تھا۔ یہ فیصلا اگرچہ تعویق وتاخیر کا حامل تھا۔ لیکن یہ بڑی ٹھوس منصوبہ بندی اور پاکستانی معیشت میں حقیقت پسندانہ تبدیلی کا آئینہ دار تھا۔

پاکستانی روپے کی سابقہ شرح زرعی معیشت کی بنیادوں پر استوار کیا گیا تھا۔ اور ملک کی تمام تر اقتصادی حالت کے زراعت پر انحصار کا آئینہ دار تھی۔ ایسی حالت میں استواری کا فقدان ناگزیر ہوتا ہے۔ سیلاب اور خشک سالی کسی وقت بھی اس قسم کی معیشت پر ناخوشگوار اثر ڈال سکتی ہے اس کے علاوہ پاکستان میں چند سال پیشتر صنعتی ترقی کے سنہری دور کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور معیشت کی نوعیت "زرعی" سے "صنعتی" کی جانب مائل بہ پرواز تھی۔ معیشت کی یہ تغیر پذیری بعض اور چیزوں کے ساتھ روپے کی شرح میں تبدیلی کی بھی متقاضی تھی۔ اب جنگ کوریا کا زمانہ نہیں رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی بعض اور ملک بھی اپنا تمام مال منڈیوں میں لے آئے تھے اور پاکستانی اشیاء کو زبردست مقابلہ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ پاکستانی ارباب اختیار نے ان تمام چیزوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے روپے کی شرح از سر نو متعین کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس موقعہ پر اگر ان حالات کا بتدریج جائزہ لیا جائے جو پاکستانی روپے کی شرح کے از سر نو تعین پر اثر انداز ہوئے تو بے جا نہ ہوگا۔ ستمبر ۱۹۴۹ء میں بہت سے ملکوں نے سکوں کی قیمت گھٹا دی تھی۔ لیکن پاکستان نے حالات کے پیش نظر ایسا نہیں کیا تھا۔ اگر پاکستان اس وقت اپنے سکہ کی قیمت کم کر دیتا تو اسے صنعتی واقتصادی طور پر بے حد نقصان اٹھانا پڑتا۔ ان دنوں پاکستان کے پاس زرمبادلہ حاصل کرنے کے لئے کپاس اور پٹ سن کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ ملک کی صنعتیں اتنی مضبوط نہ تھیں کہ روئی اور پٹ سن کی ایک معقول مقدار ملک میں ہی کھپائی جا سکتی ہے۔ اگر ان دنوں روپے کی قیمت گھٹا دی جاتی تو پاکستانی صنعت کاروں کو جنہیں برطانیہ اور دوسرے ممالک سے بڑی بڑی مشینوں کے علاوہ پرزے بھی درآمد کرنا پڑتے تھے۔ اپنے کارخانے قائم کرنے کے لئے بہت زیادہ روپیہ صرف کرنا پڑتا۔ اس طرح پاکستانی کاشتکاروں کو دوسرے خام مال کے بہت کم دام موصول ہوتے گویا ایک طرف پاکستان کو برآمد اور دوسری طرف درآمد میں اچھا خاصا خسارہ برداشت کرنا پڑتا۔ اب پاکستان کی کی معیشت مکمل طور پر زرعی نوعیت کی نہیں رہی اب ملک میں خاصی مقدار میں کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ اور ملک کا کافی خام مال اپنی کارخانوں میں استعمال ہونے لگا ہے۔ اب روپے کی شرح میں از سر نو تعین کرتے وقت ان باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ کہ اب نظام معیشت کو صنعتی بنیادوں پر استوار کرنے کا پہلا دور مکمل ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ غیر ملکی منڈیوں میں پاکستانی روپے اور ہندوستان و سیلون کے سکہ میں تفاوت تھا اس تفاوت کا پورا کرنے اور سیلون و ہندوستان کے مقابلہ کے لئے عالمی منڈیوں میں پاکستانی پٹ سن کپاس اور چائے وغیرہ کی اجناس کو اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں فروخت کر کے زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ حاصل کرنا بھی مقصود تھا۔

پاکستان روپے کی شرح کے از سر نو تعین کا فیصلہ کافی عرصہ پہلے اور تمام حالات کا پوری طرح جائزہ لینے کے بعد کر لیا گیا تھا۔ لیکن اسے متعلقہ ارباب اختیار نے صیغہ راز میں رکھا اور معاً اس کا اعلان کر دیا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا کہ اس فیصلہ سے سب کو حیرت ہوئی اور کسی کو تعجب بھی نہیں ہوا۔ کیونکہ اس فیصلہ پر بڑی سرعت سے عمل کیا گیا۔ ان دنوں عوامی ذہن ملک کی اہم سیاسی تبدیلیوں میں الجھا ہوا تھا قریباً ایک سال پیشتر حالات مختلف تھے اور پاکستانی روپے کی شرح کے بلند معیار کو ہندوستان سے علیحدگی کی ایک نمایاں علامت تصور کیا جاتا تھا ــــ یہ کہا جا سکتا ہے کہ زرعی معیشت کے صنعتی معیشت میں تبدیلی کا عبوری دور ۱۹۵۵ء نہ تک ختم ہو چکا تھا۔ آٹھ سال کی سخت داخلی وخارجی جدوجہد نے پاکستانی معیشت کو مستحکم بنیادوں پر کھڑا کر دیا تھا اور اب اس کے لئے اپنے سکہ کی قیمت میں قریباً ۳۰ فیصد کمی کر کے اسے دوسرے ملکوں کے سکہ کی شرح پر لانا کسی صورت میں نقصان دہ ثابت نہیں ہو سکتا تھا۔

قریباً دو سال پیشتر درآمدات پر سخت کنٹرول تھا اس کا مقصد درآمدی اشیاء صارفین کا راشننگ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ کیونکہ نصب العین زیادہ مقدار میں مشینری درآمد کر کے ملک کی صنعتی حالت کو بہتر بنانا تھا۔ اشیائے صارفین کی ملک میں اب بھی قلت ہے اور خیال ہے کہ جب تک کوئی فراخدلانہ درآمدی پالیسی اختیار نہیں کی جاتی۔ اس وقت تک یہ کمی برقرار رہے گی۔ لیکن اب پاکستان موٹے اور درمیانہ درجہ کے کپڑے چینی دیاسلائیاں۔ سگرٹ۔ اونی اشیاء نارنش وغیرہ میں کافی حد تک خودکفیل ہو گیا ہے۔ ان صنعتوں نے گذشتہ چند سالوں میں غیر معمولی ترقی کی ہے اور درآمدات میں جو کمی کی گئی ہے۔ اس نے روزمرہ کی زندگی پر کوئی غیر معمولی ناخوشگوار اثر نہیں ڈالا۔

مشرقی پاکستان میں اس وقت پٹ سن کے قریباً ساڑھے تین ہزار کرگھے کام کر رہے ہیں ۱۹۵۴ء کے آخر میں یہ تعداد صرف دو ہزار تھی۔ اس طرح پاکستان اب پٹ سن کی مصنوعات کے سلسلے میں نہ صرف خود کفیل ہو گیا ہے۔ بلکہ جنوبی افریقہ کے بعض ممالک میں اس نے منڈیاں بھی پیدا کر لی ہیں سستلی کی کچھ مقدار دب شمالی امریکہ کے ممالک کو بھی بھیجی جا رہی ہے اور برطانیہ میں منڈیاں تلاش کی جا رہی ہیں۔ پاکستان نے اپنی پٹ سن کی صنعت سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں۔ لیکن خیال ہے کہ پاکستانی پٹ سن کی مصنوعات کی بجائے ایک عرصہ تک خام پٹ سن کی مانگ رہے گی برطانیہ اور یورپ کے بعض ملکوں نے پاکستانی روپے کی شرح میں کمی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جب انہیں یہ علم ہوا کہ پاکستان پٹ سن کی قیمتیں شرح میں کمی سے پہلے کی سطح پر رکھی جائیں گی۔ تو انہیں بہت مایوسی ہوئی۔ اس کے دو ہفتوں بعد جب پٹ سن کی برآمدی ڈیوٹی میں ۲۰ فیصد اضافہ کر دیا تو انہیں اور بھی مایوسی ہوئی۔ ادھر ہندوستان نے پاکستانی روپے کی شرح میں کمی کے اعلان کے چند گھنٹوں کے بعد ہندوستانی پٹ سن کا برآمدی محصول ختم کر دیا۔ تاکہ پاکستان کے فیصلے سے بین الاقوامی منڈیوں میں ہندوستان کی مقابلہ کی پوزیشن پر ناخوشگوار اثر نہ پڑے۔ اس وقت پاکستان اپنی پٹ سن کی بہتر قیمت حاصل کر رہا ہے۔ لیکن اسے اپنے صنعت کاروں کے طویل المیعاد مفادات کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

پاکستان میں پٹ سن کی صنعت کے فروغ و ترقی کے ساتھ ساتھ پاکستانی خام پٹ سن کی زیادہ تر کھپت ملک ہی میں ہونے لگے گی اور برآمد کے لئے بہت کم مقدار باقی رہ جائے گی۔ پاکستان میں زیادہ سے زیادہ مقدار میں روئی کاشت کرنے کی گنجائش ابھی موجود ہے۔ اگر پاکستان میں کاشتکاری کے موثر اور جدید طریقے اختیار کئے جائیں تو کپاس کے موجودہ زیر کاشت رقبہ میں سے زیادہ مقدار میں کپاس حاصل حاصل کی جا سکتی ہے۔ پاکستان کو بعض اپنے صنعتی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے "صنعتی پاور" کی کمی کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جہاں تک مغربی پاکستان کا تعلق ہے بلوچستان کے علاقہ میں قدرتی گیس کی برآمد نے ایک شاندار صنعتی انقلاب کی غمازی کی ہے۔ یہ گیس کراچی تک پہنچ گئی ہے اس طرح پاکستان کو اس زرمبادلہ کی بھی بچت ہوگی جو اسے کوئلہ اور تیل وغیرہ درآمد کرنے میں صرف کرنا پڑ رہا ہے۔ (نوائے وقت)

اڑھائی لاکھ پاوندے پاکستان پہنچ گئے

کوئٹہ ۸ نومبر۔ قرم ایجنسی کے علاقہ میں افغان پاوندوں کی آمد کی رفتار گزشتہ دو روز سے تیز تر ہوگئی ہے اب تک اڑھائی لاکھ پاوندے موسم سرما گزارنے کے لئے پاکستان آ چکے ہیں۔ حکومت پاکستان انہیں روزگار مہیا کرنے میں ہر ممکن سہولت بہم پہنچا رہی ہے ایک پاوندہ گل خان ولد سمندر خان نے بتایا ہے کہ افغانستان میں اقتصادی بدحالی اپنی تمام تر شدت کے ساتھ مسلط ہے۔ اور وہ پاکستان میں تلاش معاش پر مجبور ہیں۔

چار ہزار سالہ آثار

کراچی ۸ نومبر۔ خیرپور کے نزدیک چار ہزار سالہ تہذیب کے آثار دریافت ہوئے ہیں جو موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے قدیم آثار سے بہت مماثلت رکھتے ہیں اس علاقہ میں اکتوبر ۱۹۵۵ء میں کھدائی کے دوران بڑی دلچسپ چیزیں ملی ہیں۔ ان میں مٹی کے عادہ منقش برتن پیپل کے پتے اور مچھلی کے کھرے ہوئے ہیں۔ برتنوں پر مختلف ڈیزائنوں کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں اور سندھی رسم الخط میں کچھ تحریریں بھی کندہ ہیں اس کے علاوہ کھلونا بیلگاڑی۔ چوڑیاں اور فریم وغیرہ بھی ملے ہیں۔ موجودہ مقام کے علاوہ جو خیرپور سے بارہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک اور مقام کوٹ ڈیجی پر بھی کھدائی کا کام شروع ہے۔

مصر مشرقی جرمنی سے فولادی سامان لے گا

قاہرہ ۸ نومبر۔ مصر کے نائب وزیراعظم ونگ کمانڈر جمال سالم نے بتایا ہے۔ کہ مصر مشرقی جرمنی سے فولاد اور لوہے کی اشیاء حاصل کرے گا۔ اور اس کے بدلے مشرقی جرمنی کو روئی اور دوسری اشیاء فراہم کرے گا۔

ضلع ملتان کے سیلاب زدہ علاقوں میں مجلس خدام الاحمدیہ کی شاندار امدادی مساعی

خدام نے ۱۶۸ میل کا سفر کر کے ۸۴ دیہی بستیوں میں کھانے پینے کی اشیاء دوائیں اور کپڑے وغیرہ تقسیم کئے

مجلس خدام الاحمدیہ ملتان ضلع کے سیلاب زدہ علاقوں میں نہایت محنت اور جانفشانی سے ریلیف کا کام کر رہی ہے گزشتہ پندرہ روز میں اس کے جفاکش خدام نے ۱۶۸ میل کا سفر پیدل اور بسوں وغیرہ میں طے کر کے ضلع کی ۸۴ دیہی بستیوں میں دوائیں، کپڑے، اشیاء خوردنی اور ضرورت کا دوسرا سامان تقسیم کیا ہے مکرم عبداللطیف صاحب قائد خدام الاحمدیہ شہر و ضلع ملتان کی طرف سے جو تازہ رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ درج ذیل ہے:-

کارگذاری از ۱۸ اکتوبر تا یکم نومبر

موجودہ قیامت خیز سیلاب میں مجلس خدام الاحمدیہ ملتان کے نوجوان رضاکار خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر جس طرح خدمات کر رہے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے گزشتہ پندرہ روز کی کارگذاری کا مختصر سا خاکہ دیا جاتا ہے۔ اعداد و شمار سے قطع نظر خدام کی مساعی اس لحاظ سے اور زیادہ قابل قدر ہو جاتی ہیں جو وہ ہر قسم کے خطرات سے بے پروا ہو کر اب تک سخت دلدلی متعفن اور خطرناک راستوں سے گذر کر درختوں ٹیلوں اور مکانوں کی چھتوں پر بیٹھے ہوئی مخلوق خدا کو ہر ممکن امداد بہم پہنچا رہے ہیں۔ وہ زیادہ ایسے مقامات پر ریلیف کا کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک دیگر امدادی پارٹیوں کی رسائی اب تک نہیں ہو سکی۔ جب ان نیم عریاں۔ فاقہ زدوں اور بیماریوں کے شکار لوگوں تک امداد پہنچائی گئی تو ان لوگوں کے قلوب کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی تھیں ان کا کچھ اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو وہاں موقع پر موجود تھے

اب تک کل تقریباً ۸۴ گاؤں میں خدام نے خود پہنچ کر امداد دی ہے۔ ان مواضعات تک پہنچنے کے لئے اب تک ۱۶۸ میل کے قریب سفر طے کیا گیا جس کا معتدبہ حصہ پیدل اور سخت دلدلی علاقہ ہوا تھا۔ اور بقیہ سائیکلوں پر طے کیا گیا۔ ۱۴۵ مریضوں کو ادویہ دی گئیں جن میں ملیریا، ہیضہ، نمونیہ اور انفلوئنزا تلی کے مریضوں کی کثرت تھی۔ ۸۴۶ افراد کو خوراک ۵۰ اکو تیل سٹی ۱۲۵ جیب دیئے گئے۔ علاوہ ازیں ملبوس کپڑے خشک جائے اور نقدی بھی دی گئی۔ جن مواضعات میں کام کیا گیا ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ موضع کوٹ ملا علاقی۔ سدھائی۔ سلطان سھراح۔ دیوا سنگھ والا۔ سید والا۔ بستی مہر۔ الغفار شیخو پورہ۔ حاجی والا۔ محرم والا۔ سیاسی سابو۔ بچیاں۔ بنگلا۔ الہ جوایا۔ بدھو والا۔ پیلی والا۔ مولس والا۔ گوبند تارا۔ کنگری والا۔ کچی والا۔ قاسم والا۔ چاہ گلاب سنگھ۔ مومن والا۔ سلی والا۔ چاہ گنڈ والا حاجی دوانہ الف۔ ب و ج۔ سبز گدو۔ مگڑ والا موضع شاہ بلند و دلا والا۔ موضع سرسانہ۔ والا محرم

المعذب۔ چک ۸ دی ۹ درکھانہ۔ تریلی چک ۶۱ درکھانہ۔ کبیروالہ۔ چک ۱۷۰۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶ خانیوال وغیرہ وغیرہ موضع علی پور۔ نورپور۔ غوث پورہ کے نواحی علاقوں میں مقامی خدام نے جانفشانی سے کام کیا اور غرباء کی عین سیلاب کے زور کے وقت ہر طرح خبر گیری اور امداد کی گئی۔ ان خدمات کو بجا لاتے ہوئے بعض خدام کو خطرناک حالات سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ مثلاً ایک خادم کو رات سوتے ہوئے کسی زہریلی چیز نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے رات سخت بے چینی سے گذاری۔ صبح ہونے تک اللہ تعالیٰ نے مصیبت زدگان کی دعاؤں اور اپنے فضل سے شفا عطا فرمائی۔

ایک اور خادم کو دلدلی علاقہ سے گذرتے ہوئے پیر بوجھل محسوس ہونے لگا اور سوجن ہو گئی۔ مگر اس خادم نے کمال ہمت سے اسی حالت میں اپنا کام جاری رکھا۔ ایک خادم کو کتے نے کاٹ لیا۔ خدام ان تکالیف کو خاطر میں لائے بغیر ریلیف کا کام نہایت بشاشت کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ اس امر کا ذکر نہ کرنا بے انصافی ہو گی کہ اس جملہ کام کو خلافت میں سرانجام دینے کا سہرا چوہدری محمد اشرف صاحب اور ان کے بعد اب تک چوہدری محمد اسلم صاحب پسران ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کے سر ہے۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب جن کے ہر سہ فرزندان نے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے خود بھی مرکزی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ۱۰ یوم وقف کر چکے ہیں۔ جنہیں ناظر اعلیٰ نے ہماری درخواست پر مقامی خدمات کے لئے کام کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جزاھم اللہ

علاوہ ازیں ہر خادم نے اپنا کام جن میں تین غیر احمدی نوجوان بھی شامل ہیں کمال محبت اور محنت سے سرانجام دیا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین

ہماری ان ناچیز خدمات سے متاثر ہو کر معتمد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مطلع فرمایا ہے۔ کہ انہیں مجلس کراچی نے اطلاع دی ہے۔ کہ ہم مصیبت زدگان کے لئے پارچات اکٹھے کر رہے ہیں اور کہ مرکز کی طرف سے مجلس کراچی کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ ایسے جملہ پارچات براہ راست مجلس ملتان کو روانہ کر دیں۔ ابھی ہمارا کام جاری ہے۔ جن جن جگہوں سے پانی اتر چکا ہے وہاں تعمیر مکانات کا کام شروع کیا جا رہا ہے۔ جس کے لئے مزید خدام روانہ ہو چکے ہیں۔ عنقریب مکرم امیر صاحب مقامی چوہدری عبدالرحمن صاحب جن کی معاونت ہمارے شامل رہی ہے۔ معہ دیگر اکابرین جماعت مقامی خاکسار کی معیت میں امدادی کاموں کا معائنہ کرنے تشریف لے جائیں گے۔ علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر ایک اور امدادی گروپ جس میں ایک کوالیفائیڈ ڈسپنسر (ملٹری ریٹائرڈ) اور دیگر خدام شامل ہونگے عنقریب روانہ کیا جا رہا ہے۔ ان تمام امور کی سرانجام دہی میں خاکسار کو شیخ خورشید احمد صاحب قائد ملتان چھاؤنی عہدہ داران مجلس و جماعت چوہدری اکرام اللہ صاحب صدر جماعت چھاؤنی اور دیگر بزرگان جماعت خصوصاً میاں محمد سعید صاحب ڈاکٹر عمر دین صاحب کا عملی تعاون اور دعاؤں کے ذریعہ امداد شامل حال رہی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

بالآخر احباب جماعت سے استدعا ہے کہ دعا فرماویں۔ مولا کریم سب کو خلیفہ وقت ایدہ اللہ الودود کے منشا مبارک کے مطابق کام کرنے کی توفیق ارزانی عطا فرماوے۔ آمین۔

معاہدہ بغداد کی کونسل کا پہلا اجلاس

بغداد ۹ رنومبر۔ باوثوق ذرائع کی اطلاع کے مطابق معاہدہ بغداد کی وزراء کی کونسل کا پہلا اجلاس ۲۳ ردسمبر کو بغداد میں منعقد ہو گا۔ اجلاس کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔

درخواست دعا

مکرم سید بشیر احمد صاحب مینیجر دواخانہ خدمت خلق ربوہ ان کا لڑکا سید نصیر احمد اور مکرم سید عبداللہ شاہ صاحب لوارضنہ ملیریا بخار بیمار ہیں۔ احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

(سید محمد منظور احمد ربوہ)

کشمیر کنونشن میں کوئی سرکاری منصوبہ پیش نہیں کیا جائیگا

کراچی ۹ رنومبر سیاسی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کنونشن میں شرکت کے لئے جن سیاسی رہنماؤں کو دعوت نامے ارسال کئے گئے ہیں۔ انہیں ایک مراسلہ بھی بھیجا گیا ہے۔ جس میں مسئلہ کشمیر کے مختلف پہلوؤں کا بالتفصیل جائزہ لیا گیا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں مراسلہ میں حکومت کی طرف سے کوئی خاص منصوبہ نہیں پیش کیا گیا۔ اور نہ ہی وزیراعظم چوہدری محمد علی اپنے افتتاحی خطبہ میں اس بارے میں کوئی منصوبہ پیش کریں گے

وزیراعظم پاکستان چوہدری محمد علی کنونشن کے پہلے اجلاس میں ۲۶ رنومبر کو ایک خطبہ سے اس موضوع پر بحث کا آغاز کریں گے وزیراعظم کی تقریر کے بعد سب لیڈر اس سلسلہ میں اپنی اپنی رائے ظاہر کریں گے اور پھر متفقہ طور پر کوئی حتمی فیصلہ کر لیا جائے گا

معلوم ہوا ہے کہ کنونشن میں شرکت کے لئے جن حضرات کو دعوت نامے ارسال کئے ہیں ان میں سے ابھی تک کسی نے بھی شرکت سے معذوری کا اظہار نہیں کیا اور خیال ہے کہ ۲۶ رنومبر کو سب مدعوئین اجلاس میں شریک ہو جائیں گے۔